

Agatha Christie



مترجم : مظهر حسین

HARLEY
QUIN

*Agatha
Christie*

مترجم - مظہر حسین

THE
WORLD'S END

A SHORT STORY

دنیا کا اختتام

<https://www.facebook.com/share/g/17gVK6Xocf/>

مسٹر تھویٹ صرف ڈچس خاتون کی وجہ سے کورسیکا آئے تھے۔ یہ جگہ اُن کے معمول کے سفر سے ہٹ کر تھی۔

رویسرا شہر میں وہ اپنی آرام دہ زندگی سے مطمئن تھے، اور آرام اُن کے لیے بہت ضروری تھا۔ لیکن آرام کے ساتھ ساتھ، اُنہیں ڈچس بھی پسند تھیں۔ مسٹر تھویٹ اپنی نرم طبیعت، باوقار، پرانے انداز کی وجہ سے تھوڑے مغرور تھے۔

اُنہیں اونچے خاندانوں کے لوگ اچھے لگتے تھے، اور لیٹھ کے مقام کی ڈچس خاتون واقعی ایک خاندانی ڈچس تھیں۔ اُن کا تعلق کسی کاروباری خاندان سے نہیں تھا، بلکہ وہ ایک نواب کی بیٹی تھیں اور ایک نواب ہی سے شادی شدہ تھیں۔

جہاں تک اُن کی شخصیت کی بات ہے، تو وہ ایک عمر رسیدہ، پرانے زمانے کی خاتون تھیں، جو اکثر سیاہ موتیوں والے کپڑے پہنتی تھیں۔ اُن کے پاس بہت سے پرانے انداز کے قیمتی ہیرے تھے، جنہیں وہ اپنی ماں کی طرح بے ترتیب طریقے سے پہن لیا کرتی تھیں۔ کسی نے مذاق میں کہا تھا کہ ڈچس کمرے میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور نوکرانی زیورات اُن پر ادھر ادھر پھینک دیتی ہے۔

دنیا کا اختتام

ڈچس دل کھول کر خیرات کرتی تھیں اور اپنے کرایہ داروں اور محتاجوں کا بھی خیال رکھتی تھیں، لیکن چھوٹی چھوٹی رقم کے معاملے میں بہت کفایت شعار تھیں۔ وہ اپنی دوستوں سے لفٹ مانگتی تھیں اور سستی جگہوں سے چیزیں خریدتی تھیں۔

ایک دن اچانک انہیں کورسیکا جانے کا شوق ہو گیا۔ کانز میں انہیں بوریت محسوس ہو رہی تھی اور ہوٹل والے سے کرایے کے معاملے پر اُن کی تلخ کلامی ہو گئی تھی۔ "اور تم میرے ساتھ چلو گے، تھویٹ،" ڈچس نے زور دے کر کہا۔ "اس عمر میں کسی اسکیئنڈل کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔"

مسٹر تھویٹ دل ہی دل میں بہت خوش ہوئے۔ کبھی کسی نے ان کے بارے میں اسکیئنڈل کا ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ بہت ہی معمولی شخصیت کے حامل تھے۔

اسکیئنڈل — اور وہ بھی ایک ڈچس کے ساتھ — کتنا مزیدار خیال تھا! ڈچس نے کہا۔ "یہ جگہ دلچسپ لگتی ہے،" یہاں ڈاکو ہوتے ہیں، اور ایسے ہی لوگ۔ اور سنا ہے کہ یہ جگہ بہت سستی بھی ہے۔ مینوئل آج بہت بدتمیز ہو گیا تھا۔ ان ہوٹل والوں کو اپنی اوقات میں رہنا چاہیے۔ اگر یہی حال رہا تو اچھے لوگ یہاں آنا چھوڑ دیں گے۔ میں نے اُسے صاف صاف سنا دیا۔"

مسٹر تھویٹ نے کہا، "میرا خیال ہے،" کہ وہاں فرانس کے شہر سے آرام دہ فلائٹ مل سکتی ہے۔"

"یقیناً اُس کے بہت پیسے لیتے ہوں گے،" ڈچس نے فوراً کہا۔ "پتا کرو، ٹھیک ہے؟"

"جی ضرور، ڈچس۔"

مسٹر تھویٹ اب بھی دل ہی دل میں خوش تھے، حالانکہ حقیقت میں اُن کا کردار صرف ایک باادب قاصد یا نوکر کا ہی تھا۔

جب ڈچس کو ہوائی سفر کے اخراجات کا پتا چلا، تو انہوں نے فوراً انکار کر دیا۔

دنیا کا اختتام

انہوں نے کہا۔ "میں کسی عجیب و غریب اور خطرناک چیز میں بیٹھنے کے لیے اتنے پیسے نہیں دوں گی!"

اس لیے وہ سمندر کے راستے روانہ ہوئے، اور مسٹر تھویٹ نے دس گھنٹے کا تکلیف دہ سفر برداشت کیا۔ چونکہ جہاز سات بجے روانہ ہونا تھا، وہ سمجھے کہ اس میں رات کا کھانا بھی ملے گا، لیکن کوئی کھانا نہیں تھا۔ جہاز چھوٹا تھا اور سمندر بھی طوفانی تھا۔ اجاکیو پہنچنے تک مسٹر تھویٹ تھکن سے نڈھال ہو چکے تھے۔
اس کے برعکس، ڈچس بالکل تروتازہ تھیں۔ انہیں تکلیف سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا، بشرطیکہ وہ پیسے بچا سکیں۔

وہ ساحل کے منظر سے بہت خوش ہوئیں — کھجور کے درخت، اگتا ہوا سورج، اور یوں لگا جیسے پورا شہر جہاز کا استقبال کرنے آیا ہو۔
ایک موٹے فرانسسیسی آدمی نے، جو اُن کے پاس کھڑا تھا، کہا، "ایسا لگتا ہے جیسے یہ سب پہلی بار دیکھ رہے ہوں!"

ڈچس نے کہا، "میری نوکرانی پوری رات بیمار رہی ہے۔
یہ لڑکی بہت نا سمجھ ہے۔" مسٹر تھویٹ نے تھکی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

ڈچس نے زور دے کر کہا، "اُسے کھانا دینا بھی بیکار گیا۔"
مسٹر تھویٹ نے افسوس سے پوچھا، "کیا اُسے کچھ کھانے کو ملا؟"
ڈچس نے بتایا، "میرے پاس کچھ بسکٹ اور چاکلیٹ تھی، میں نے سب اُسے دے دی۔ یہ نچلے طبقے کے لوگ اگر کھانا نہ ملے تو بہت شور مچاتے ہیں۔"
اسی دوران، پل سے سامان اتارنے کا عمل مکمل ہوا اور موسیقی والے لباس پہنے کچھ لوگ جہاز پر چڑھ آئے۔ وہ ڈاکوؤں کی طرح لگ رہے تھے اور زور زبردستی مسافروں کا سامان لے جا رہے تھے۔

"چلو، تھویٹ،" ڈچس نے کہا، "مجھے گرم پانی سے غسل اور کافی چاہیے۔"

مسٹر تھویٹ کو بھی یہی چاہیے تھا، لیکن انہیں مکمل آرام نہیں مل سکا۔ ہوٹل کے منیجر نے جھک کر اُن کا استقبال کیا اور اُنہیں کمروں تک لے گیا۔ ڈچس کے کمرے کے ساتھ غسل خانہ تھا، مگر مسٹر تھویٹ کو ایک ایسا ہاتھ روم دیا گیا جو لگتا تھا کسی اور کے کمرے کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اُس وقت گرم پانی ملنے کی امید کرنا بے کار تھا۔

پھر اُنہوں نے کافی پی، جو بہت کالی تھی جو بغیر ڈھکن کے برتن میں دی گئی تھی۔ اُن کے کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے کھلے تھے، اور صبح کی تازہ ہوا اندر آرہی تھی۔ باہر کا منظر نیلا، سبز اور چمکتا ہوا تھا۔

ویسٹر نے زور سے ہاتھ ہلا کر منظر کی طرف توجہ دلائی۔ "اجاکیو،" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "دنیا کی سب سے خوبصورت بندرگاہ!" پھر وہ فوراً چلا گیا۔

خلج کے گہرے نیلے پانی اور اس کے پیچھے برف سے ڈھکے پہاڑوں کو دیکھتے ہوئے، مسٹر تھویٹ تقریباً اس سے اتفاق کرنے لگے تھے۔ انہوں نے اپنی کافی ختم کی، اور بستر پر لیٹ کر گہری نیند سو گئے۔

دوپہر کے کھانے کے وقت، ڈچس بہت خوش دکھائی دے رہی تھیں۔

"یہی چیز تمہارے لیے اچھی ہے، تھویٹ،" ڈچس نے کہا۔ "تمہیں تمہاری ان پرانی، بور اور سیدھی سادی عادتوں سے نکالنے کے لیے۔"

انہوں نے کمرے میں اپنی عینک گھمائی اور کہا، "میری بات مانو، وہ دیکھو وہاں نوامی کارلٹن اسمتھ بیٹھی ہے۔"

انہوں نے کھڑکی کے پاس ایک میز پر بیٹھی لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ لڑکی جھکی ہوئی کندھوں والی تھی، لاپرواہی سے بیٹھی تھی، اور اُس کا لباس بھورے رنگ کی کسی پرانی بوری جیسا لگ رہا تھا۔ اُس کے بال بکھرے ہوئے اور بے ترتیب انداز میں کٹے ہوئے تھے۔

"کوئی آرٹسٹ لگتی ہے؟" مسٹر تھویٹ نے پوچھا۔

وہ ہمیشہ لوگوں کو پہچاننے میں ماہر تھے۔

"بالکل صحیح کہا،" ڈچس نے کہا۔ "وہ خود کو یہی کہتی ہے۔ مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ وہ دنیا کے کسی کونے میں ہوگی۔ غریب، مغرور اور دماغی طور پر تھوڑی الگ — جیسے اُن کے پورے خاندان میں ہوتا ہے۔" اس کی ماں میری پہلی کزن تھی۔ "تو وہ نولٹن خاندان سے ہے؟"

ڈچس نے سر ہلایا۔

"وہ ہمیشہ اپنی سب سے بڑی دشمن خود ہی ہے،" ڈچس نے بتایا۔ "ذہین ہے، لیکن ایک غلط قسم کے لڑکے کے ساتھ تعلقات میں پڑ گئی تھی۔ چیلسی کے علاقے کا کوئی نوجوان تھا، جو ڈرامے یا نظمیں لکھتا تھا — کچھ ایسا ہی فضول۔ کسی نے اس کا کام خرید انہیں۔ پھر اُس نے کسی کے زیورات چرانے اور پکڑا گیا۔ مجھے یاد نہیں کتنی سزا ملی، شاید پانچ سال؟ تمہیں یاد ہونا چاہیے، یہ پچھلی سردیوں کی بات ہے۔"

"میں پچھلی سردیوں میں مصر میں تھا،" مسٹر تھویٹ نے وضاحت دی۔ "جنوری کے آخر میں مجھے فلو ہو گیا تھا، اور ڈاکٹروں نے مصر جانے کو کہا تھا۔ بہت کچھ چھوٹ گیا تھا۔"

اُن کی آوازیں واقعی افسوس تھا۔

"لگتا ہے وہ لڑکی بہت اُداس ہے،" ڈچس نے دوبارہ اپنی چھوٹی عینک اٹھاتے ہوئے کہا۔ "میں ایسی اداسی برداشت نہیں کر سکتی۔"

واپسی پر جاتے ہوئے، ڈچس نوامی کی میز پر رکیں اور اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"کیا بات ہے، نوامی؟ تم مجھے پہچانتی نہیں؟"

نوامی بے دلی سے اُٹھی۔

دنیا کا اختتام

"جی، ڈچس، پہچانتی ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا تھا، مگر سوچا شاید آپ مجھے نہ پہچانیں۔"

اس نے بہت بے پروائی سے بات کی۔

"جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو آکر ٹیرس پر مجھ سے بات کرنا،" ڈچس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" نوامی نے جمائی لی۔

"کتنی بد تمیز ہے،" ڈچس نے تھوٹ سے کہا۔ "سارا کارلٹن اسمتھ خاندان ایسا ہی ہے۔"

وہ دونوں دھوپ میں بیٹھ کر کافی پی رہے تھے۔ تقریباً چھ منٹ بعد نوامی ہوٹل سے باہر نکلی اور ان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ وہ کرسی پر ایسے گری جیسے اُس کے جسم میں کوئی طاقت نہ ہو، اور اُس کی ٹانگیں بے ترتیب طریقے سے پھیل گئیں۔

اُس کا چہرہ عجیب مگر دلچسپ تھا—اُبھری ہوئی ٹھوڑی، گہری سرمئی آنکھیں—ایک ذہین اور اُداس چہرہ، جو خوبصورت بننے کے قریب تھا، مگر مکمل خوبصورتی سے دور۔

"تو نوامی، ان دنوں کیا کر رہی ہو؟" ڈچس نے تیزی سے پوچھا۔

"پتا نہیں، بس وقت گزار رہی ہوں۔"

"پیننگ کر رہی ہو؟"

"کبھی کبھی۔"

"اپنا کام دکھاؤ۔"

نوامی مسکرائی۔ وہ ڈچس کی حکم چلانے والی طبیعت سے ذرا بھی نہیں گھبرائی۔ اُسے یہ سب دلچسپ لگا۔ وہ ہوٹل کے اندر گئی اور تصویروں کا فولڈر لے کر واپس آئی۔

دنیا کا اختتام

"آپ کو یہ تصویریں پسند نہیں آئیں گی، ڈچس،" اُس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "جو دل چاہے کہیے، مجھے برا نہیں لگے گا۔"

مسٹر تھویٹ نے اپنی کرسی تھوڑی قریب کر لی۔ اب وہ دلچسپی لینے لگے تھے، اور تھوڑی دیر میں وہ اور بھی زیادہ دلچسپ محسوس کرنے لگے۔

ڈچس صاف صاف اپنی ناپسندیدگی دکھا رہی تھیں۔
"مجھے تو سمجھ ہی نہیں آ رہا کہ یہ تصویریں الٹی رکھی گئی ہیں یا سیدھی،" ڈچس نے شکایت کی۔

"اللہ خیر کرے، بچی! آسمان کا یہ رنگ تو کبھی دیکھا ہی نہیں — اور سمندر بھی ایسا نہیں لگتا۔"

"میں چیزوں کو ویسا ہی بناتی ہوں جیسے مجھے نظر آتی ہیں،" نوامی نے بڑے سکون سے جواب دیا۔

ڈچس نے ایک اور تصویر دیکھی اور کہا، "اوہ! یہ تو مجھے ڈرا رہی ہے!"
"اسی لیے بنائی ہے،" نوامی نے کہا۔ "آپ دراصل میری تعریف کر رہی ہیں، لیکن شاید آپ کو خود نہیں معلوم۔"

وہ تصویر ایک عجیب سی تھی — کانٹے دار ناشپاتی کو دکھایا گیا تھا، مگر پہچاننا مشکل تھا۔ سرمئی سبز پس منظر پر تیز اور چمکدار رنگوں کے دھبے تھے، اور پھل جواہرات کی طرح چمک رہا تھا۔ مگر اُس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سڑتا ہوا، گھومتا ہوا کوئی بد شکل گوشت کا ٹکڑا ہو۔

مسٹر تھویٹ نے بے چینی سے کانپ کر منہ موڑ لیا۔
انہوں نے دیکھا کہ نوامی اُن کی طرف دیکھ رہی ہے اور آہستہ سے سمجھداری سے سر ہلا رہی ہے۔

"مجھے پتا ہے،" اُس نے کہا۔ "یہ واقعی تھوڑا خوفناک ہے۔"

دنیا کا اختتام

ڈچس نے گلا صاف کیا اور طنزیہ انداز میں کہا، "آج کل تو فنکار بننا بہت آسان ہو گیا ہے۔ کوئی چیز ویسی بنانے کی کوشش ہی نہیں کرتے جیسی وہ ہے۔ بس رنگوں کو ایسے ہی اچھال دو— اور پتا نہیں کس چیز سے، برش تولٹتا نہیں۔"

"پینٹنگ کے آلے سے،" نوامی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور ڈھیر سارا رنگ، ایک ساتھ، تھوک کے حساب سے۔ پھر سب کہتے ہیں، کیا زبردست فن ہے! مجھے تو ایسا فن بالکل پسند نہیں۔ میں تو بس چاہتی ہوں"—
"کوئی پیاری سی کتے یا گھوڑے کی تصویر، جیسے ایڈون لینڈ سیر جیسے مضور کی،" نوامی نے جملہ مکمل کیا۔

"ہاں کیوں نہیں؟" ڈچس نے فوراً پوچھا۔ "لینڈ سیر مضور میں کیا برائی ہے؟"
"کچھ نہیں،" نوامی نے کہا۔ "وہ ٹھیک ہیں۔ آپ بھی ٹھیک ہیں۔ چیزوں کی جواو پر سے نظر آتی ہیں، وہ صاف اور خوبصورت لگتی ہیں۔ میں آپ کی عزت کرتی ہوں، ڈچس، کیونکہ آپ ایک مضبوط خاتون ہیں۔ آپ نے زندگی کا سامنا ہمت سے کیا اور کامیابی سے نکلی ہیں۔"

لیکن جو لوگ نیچے ہوتے ہیں، وہ دنیا کو اُس کی اصل، چھپی ہوئی شکل میں دیکھتے ہیں۔ اور وہ منظر بھی کچھ الگ اور دلچسپ ہوتا ہے۔"
ڈچس نے اُسے غور سے گھورا۔

"مجھے تو تمہاری بات کا ذرا سا بھی مطلب سمجھ نہیں آیا،" انہوں نے صاف صاف کہا۔

مسٹر تھویٹ تصویریں دیکھتے جا رہے تھے۔

وہ جو بات ڈچس سمجھ نہ سکیں، وہ مسٹر تھویٹ محسوس کر رہے تھے — ان تصویروں میں مہارت تھی، گہرائی تھی۔ وہ حیران بھی تھے اور متاثر بھی۔ انہوں نے نوامی کی طرف دیکھا۔

"کیا آپ یہ تصویریں بیچتی ہیں، مس نوامی کارلٹن اسمتھ؟" انہوں نے پوچھا۔
 "آپ کو جو پسند ہو، پانچ گنی قیمت دے کر لے لیں،" نوامی نے بے فکری سے
 جواب دیا۔

مسٹر تھویٹ نے کچھ دیر سوچا، پھر ایک تصویر چنی جس میں کانٹے دار ناشپاتی اور ایلو
 ویرا کی جھلک تھی۔ سامنے ہلکی پیلی موسا کے پھولوں کا عکس، اور ایلو ویرا کے لال
 پھول روشنی میں چمک رہے تھے۔ ساری تصویر میں ایک ترتیب تھی — جیسے سب
 کچھ سوچ سمجھ کر رکھا گیا ہو۔

انہوں نے عزت کے ساتھ نوامی کی طرف سر جھکایا۔ "مجھے یہ تصویر لے کر خوشی
 ہوئی،" مسٹر تھویٹ نے کہا۔ اور مجھے لگتا ہے کہ میں نے اچھا سودا کیا ہے۔ کسی
 دن، مس نوامی، میں یہ خاکہ بہت اچھے منافع پر بیچ سکوں گا۔ اگر چاہوں تو!"
 نوامی تھوڑا جھک کر دیکھنے لگی کہ انہوں نے کون سی تصویر خریدی ہے۔

مسٹر تھویٹ نے اُس کی آنکھوں میں ایک نیا تاثر دیکھا۔ پہلی بار ایسا لگا جیسے وہ
 واقعی اُن کی موجودگی کو محسوس کر رہی ہو۔ اُس کی نظروں میں اب کچھ عزت بھی تھی۔
 "آپ نے سب سے اچھی تصویر لی ہے،" نوامی نے کہا۔ "مجھے... واقعی خوشی
 ہے۔"

"ٹھیک ہے، مجھے لگتا ہے کہ تمہیں پتا ہے تم کیا کر رہی ہو،" ڈچس بولیں۔ "اور
 شاید تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں نے سنا ہے تم فن کی بڑے شوقین ہو۔ لیکن بس
 مجھے یہ مت کہنا کہ یہ نیا فن واقعی اصل فن ہے، کیونکہ میں ایسا نہیں مانتی۔ خیر، یہ
 بحث ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ میں تو یہاں صرف چند دن کے لیے ہوں اور جزیرے کی
 سیر کرنا چاہتی ہوں۔ تمہارے پاس گاڑی ہے، نوامی؟"

نوامی نے ہاں میں سر ہلایا۔

"بہت خوب! ڈچس نے خوش ہو کر کہا۔ "تو کل ہم گھومنے چلیں گے۔"

"یہ گاڑی صرف دو سیٹوں والی ہے،" نوامی نے بتایا۔

"اوہ، اُس میں پیچھے ایک چھوٹی سیٹ بھی ہوگی۔ وہاں تھویٹ بیٹھ جائیں گے، ٹھیک ہے نا؟"

مسٹر تھویٹ نے دل میں ایک ہلکی سی آہ بھری۔ وہ صبح کورسیکا کی سڑکیں دیکھ چکے تھے اور کچھ گھبرا گئے تھے۔
نوامی نے انہیں گھور کر دیکھا۔

"مجھے افسوس ہے، میری گاڑی زیادہ کام کی نہیں،" اُس نے کہا۔ "یہ بہت پرانی اور کمزور سی گاڑی ہے، میں نے سستے داموں خریدی تھی۔ بڑی مشکل سے پہاڑوں پر چڑھتی ہے، وہ بھی جب دل کرے۔ اور میں اس میں لوگوں کو سوار نہیں کراتی۔ لیکن شہر میں ایک اچھا گیراج ہے، وہاں سے گاڑی کرائے پر لی جاسکتی ہے۔"

"گاڑی کرائے پر لینا؟" ڈچس نے حیرت سے اور کچھ ناراضی سے کہا۔ "یہ کیا بات ہوئی! وہ آدمی کون ہے جو دوپہر سے پہلے ایک فورسیٹر کار میں آیا تھا؟ تھوڑا سا پیلا رنگت والا؟"

"میرا خیال ہے آپ مسٹر ٹاملن سن کی بات کر رہی ہیں۔ وہ انڈیا کے ریٹائرڈ جنرل ہیں،" نوامی نے بتایا۔

"اُس کی پیلاہٹ کی یہی وجہ ہو سکتی ہے،" ڈچس نے کہا۔ "میں تو ڈرگنی تھی کہیں یرقان نہ ہو! وہ خاصے سنجیدہ اور اچھے لگتے ہیں۔ میں اُس سے بات کروں گی۔"

اسی شام، جب مسٹر تھویٹ ڈنر کے لیے نیچے آئے، تو دیکھا کہ ڈچس سیاہ مخملی لباس اور ہیرے جواہرات میں خوب چمک رہی تھیں، اور مسٹر ٹاملن سن سے بڑی دلچسپی سے باتیں کر رہی تھیں۔

انہوں نے مسٹر تھویٹ کو اشارہ کیا۔

"آئیے تھویٹ، مسٹر ٹاملن سن مجھے بہت دلچسپ باتیں بتا رہے ہیں — اور سوچو ذرا، وہ کل ہمیں اپنی گاڑی میں سیر کے لیے لے جا رہے ہیں!"
 مسٹر تھویٹ نے ڈچس کو تعریفی انداز میں دیکھا۔

"چلو، اب کھانے کے لیے اندر چلیں،" ڈچس نے کہا۔ "آئیے ہمارے ساتھ بیٹھیں، مسٹر ٹاملن سن، تاکہ آپ اپنی بات جاری رکھ سکیں۔"
 کھانے کے بعد، ڈچس نے کہا، "اچھے خاصے ہیں وہ آدمی۔"
 "اور اُن کی گاڑی بھی خاصی اچھی ہے،" مسٹر تھویٹ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔
 "تم بڑے شوخ ہو،" ڈچس نے کہا، اور اپنے پرانے سیاہ پنکھے سے اُن کی انگلیوں پر ہلکی سی چوٹ ماری۔

مسٹر تھویٹ نے درد سے ہاتھ سکھڑ لیا۔

"نوامی بھی ہمارے ساتھ جا رہی ہے،" ڈچس نے بتایا۔ "اپنی گاڑی میں۔ اُسے خود سے باہر نکلنے کی ضرورت ہے۔ وہ بہت خود میں مگن ہے۔ مکمل طور پر بے خبر نہیں ہے، لیکن ہر کسی اور ہر چیز سے لا تعلق۔ کیا تمہیں ایسا نہیں لگتا؟"
 "میرا خیال ہے یہ ممکن نہیں ہے،" مسٹر تھویٹ نے دھیمی آواز میں کہا۔ "میرا مطلب ہے، ہر انسان کسی نہ کسی چیز میں دلچسپی ضرور رکھتا ہے۔ کچھ لوگ صرف اپنی ذات کے گرد ہی گھومتے رہتے ہیں — لیکن میرے خیال میں وہ اُن میں سے نہیں ہے۔ اُسے تو خود میں بھی دلچسپی نہیں۔ پھر بھی اُس کی شخصیت میں ایک مضبوطی ہے — تو کوئی تو بات ضرور ہے۔ شروع میں 'میں نے سوچا کہ وہ فن ہے، لیکن شاید وہ بھی نہیں۔ میں نے کبھی کسی کو زندگی سے اتنا کٹا ہوا نہیں دیکھا۔ یہ خطرناک ہو سکتا ہے۔"

"خطرناک؟ کیسا خطرہ؟" ڈچس نے پوچھا۔

دنیا کا اختتام

"دیکھیں، ایسا رویہ اکثر کسی نہ کسی قسم کے جنون کی علامت ہوتا ہے، اور جنون ہمیشہ خطرناک ہوتے ہیں۔"

"تھویٹ،" ڈچس نے کہا، "فضول باتیں مت کرو۔ اور میری بات غور سے سنو، کل کے بارے میں..."

مسٹر تھویٹ نے پوری توجہ سے سنا۔ یہی اُن کا اصل کردار تھا — حکم ماننے والا۔

اگلی صبح وہ جلدی روانہ ہوئے، دوپہر کے کھانے کا سامان ساتھ لے کر۔ نوامی، جو کہ گزشتہ چھ ماہ سے جزیرے پر تھی، اُن کی رہنمائی کرنے والی تھی۔

مسٹر تھویٹ اُس کے پاس گئے جب وہ روانگی کے لیے تیار بیٹھی تھی۔

"کیا واقعی میں تمہارے ساتھ نہیں جاسکتا؟" انہوں نے اداس لہجے میں پوچھا۔

نوامی نے سر ہلایا۔

"تم دوسری گاڑی کی پچھلی سیٹ پر زیادہ آرام سے رہو گے۔ آرام وہ سیٹیں ہیں، گدے لگے ہیں، سب کچھ ٹھیک ہے۔ میری گاڑی پرانی ہے، بہت چھکولے کھاتی ہے۔"

"اور پھر پہاڑ بھی ہیں،" نوامی ہنس دی۔

"اوہ، وہ تو میں نے بس اس لیے کہا تھا تاکہ تمہیں ڈچس کی تنگ سی سیٹ میں بیٹھنے سے بچا سکوں۔ وہ با آسانی کرائے کی گاڑی لے سکتی تھیں، لیکن وہ انگلینڈ کی سب سے کج عورت ہیں۔ پھر بھی، وہ دلچسپ ہیں۔ مجھے اُن سے ایک عجیب سا لگاؤ محسوس ہوتا ہے۔"

"تو کیا میں تمہارے ساتھ آ سکتا ہوں؟" مسٹر تھویٹ نے اُمید بھری آواز میں کہا۔

نوامی نے اُسے غور سے دیکھا۔

"تم اتنے بے چین کیوں ہو میرے ساتھ جانے کے لیے؟"

دنیا کا اختتام

"کیا تم یہ سوال واقعی پوچھ سکتی ہو؟" مسٹر تھویٹ نے پرانے زمانے کے انداز میں جھک کر تعظیم کی۔

وہ مسکرائی، لیکن پھر بھی نفی میں سر ہلا دیا۔

"یہ وجہ نہیں ہے،" اُس نے سوچتے ہوئے کہا۔ "یہ عجیب بات ہے... لیکن تم میرے ساتھ نہیں جاسکتے—کم از کم آج نہیں۔"

"شاید کسی اور دن؟" مسٹر تھویٹ نے آہستہ سے پوچھا۔

"اوہ، کسی اور دن!" نوامی اچانک ہنس دی۔ وہ ہنسی کچھ عجیب سی تھی، اور مسٹر تھویٹ کو کچھ الجھن ہوئی۔ "کسی اور دن! خیر! دیکھیں گے۔"

سفر شروع ہو گیا۔ گاڑیاں شہر سے گزریں، پھر سمندر کے ساتھ ساتھ چلیں، ایک دریا پار کیا، اور دوبارہ ساحل کی طرف مڑ گئیں، جہاں کئی چھوٹے چھوٹے ریتلے ساحل تھے۔

پھر وہ چڑھائی پر چلے۔ سڑک پیچیدہ اور گھماؤ دار تھی، مسلسل بلندی کی طرف۔ نیلا سمندر اب بہت نیچے رہ گیا تھا، اور اُس کے پار اجاکیو شہر سورج کی روشنی میں سفید چمک رہا تھا، جیسے کوئی پریوں کا شہر ہو۔

گاڑی موڑوں پر اندر باہر گھوم رہی تھی، کبھی ایک طرف کھائی، کبھی دوسری طرف۔

مسٹر تھویٹ کو تھوڑا چکر اور متلی سی محسوس ہونے لگی۔ سڑک تنگ تھی، اور وہ اب بھی اوپر کی طرف جا رہے تھے۔

اب موسم ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ ہوا برقیلے پہاڑوں سے آرہی تھی۔ مسٹر تھویٹ نے اپنا کوٹ درست کیا، کالر اوپر کر کے ٹھوڑی کے نیچے باندھ لیا تاکہ سردی کم لگے۔

دنیا کا اختتام

اب بہت زیادہ سردی ہو گئی تھی۔ سمندر کے اُس پار، اجاکیو اب بھی دھوپ میں چمک رہا تھا، لیکن یہاں پہاڑ پر موٹے سرمئی بادل سورج کو ڈھانپ چکے تھے۔ مسٹر تھویٹ اب منظر سے لطف نہیں لے رہے تھے۔ اُنہیں بھاپ سے گرم ہوٹل اور آرام دہ کرسی کی یاد ستانے لگی۔

نوامی کی چھوٹی سی دو سیٹر گاڑی اُن کے آگے آرام سے چل رہی تھی۔ گاڑی مسلسل اوپر جا رہی تھی۔ وہ اب تقریباً دنیا کی چھت پر تھے۔ دونوں طرف پہاڑیاں تھیں جو نیچے وادیوں کی طرف جا رہی تھیں۔ وہ برف سے ڈھکی چوٹیوں کے برابر آچکے تھے، اور اوپر تیز، خشک ہوا چل رہی تھی، جیسے کوئی نوکیلا چاقو ہو۔

اچانک نوامی کی گاڑی رک گئی، اور اُس نے پیچھے مڑ کر کہا، "ہم پہنچ گئے۔" دنیا کے آخری کونے پر۔ اور سچ کہوں تو، آج کا دن اس جگہ کے لیے زیادہ مناسب نہیں۔"

سب لوگ گاڑی سے اتر آئے۔ وہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں تھے جہاں صرف چند پتھر لیے گھر تھے۔ ایک بڑی سی دیوار پر ایک نام لکھا تھا۔ "چوئی چیوئیری" نوامی نے کندھے اُچکانے اور کہا، "یہ تو اس کا اصل نام ہے، مگر مجھے اسے 'دنیا کا اختتام' کہنا اچھا لگتا ہے۔"

وہ چند قدم آگے بڑھی اور مسٹر تھویٹ بھی اُس کے ساتھ ہو لیے۔ اب وہ گھروں سے آگے نکل چکے تھے۔

سڑک ختم ہو چکی تھی۔ واقعی، جیسا نوامی نے کہا تھا — یہ اختتام ہی لگ رہا تھا۔ ایک طرف پیچھے مڑ کر دیکھیں تو سڑک ایک سفید ربن کی طرح بل کھاتی ہوئی نیچے جا رہی تھی، اور سامنے... کچھ بھی نہیں۔

صرف نیچے بہت دور، نیلا سمندر نظر آ رہا تھا۔ مسٹر تھویٹ نے گہری سانس لی۔

دنیا کا اختتام

"یہ جگہ واقعی عجیب ہے،" انہوں نے کہا۔ "یہاں آکر لگتا ہے جیسے کچھ بھی ممکن ہے، جیسے کسی سے بھی ملاقات ہو سکتی ہے۔"

وہ اچانک رک گئے، کیونکہ اُن کے سامنے ایک آدمی ایک چٹان پر بیٹھا تھا، جس کا چہرہ سمندر کی طرف تھا۔

وہ اُس کی موجودگی پہلے محسوس نہیں کر سکے تھے۔ جیسے وہ اچانک منظر سے نمودار ہوا ہو، جیسے کوئی جادو۔

"مجھے حیرت ہے۔" مسٹر تھویٹ بولنے لگے، مگر تبھی وہ شخص مُڑا، اور اُنہوں نے اُس کا چہرہ دیکھ لیا۔

"ارے، مسٹر کوئن! یہ تو حیران کر دینے والی بات ہے۔ مس نوامی، میں آپ کا تعارف اپنے دوست مسٹر کوئن سے کرواتا ہوں۔ یہ واقعی ایک خاص شخصیت ہیں۔ یہ ہمیشہ عین وقت پر آتے ہیں۔"

وہ رک گئے، جیسے خود اپنی کہی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں، مگر مکمل طور پر سمجھ نہ پائے ہوں۔

نوامی نے حسبِ عادت مختصر انداز میں ہاتھ ملایا اور کہا، "ہم پتک پر آئے ہیں، اور مجھے لگتا ہے ہم یہاں جم کر برف بن جائیں گے۔"

مسٹر تھویٹ کانپ گئے۔

"شاید ہمیں کہیں چھپنے کی جگہ مل جائے؟" انہوں نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔
"یہ تو وہ جگہ ہرگز نہیں ہے،" نوامی نے ہامی بھری۔ "لیکن ہے تو واقعی دیکھنے کے قابل، ہے نا؟"

"ہاں، بے شک،" مسٹر تھویٹ نے کہا اور پھر مسٹر کوئن کی طرف مُڑ کر کہا، "مس نوامی اس جگہ کو 'دنیا کا اختتام' کہتی ہیں۔ کافی مناسب نام ہے، ہے نا؟"
مسٹر کوئن نے آہستہ آہستہ سر ہلایا۔

دنیا کا اختتام

"ہاں — یہ نام بہت معنی خیز ہے۔ میرا خیال ہے کہ انسان اپنی زندگی میں صرف ایک بار ایسی جگہ پہنچتا ہے — ایک ایسی جگہ جہاں سے آگے کچھ بھی نہ ہو۔"

"آپ کا مطلب کیا ہے؟" نوامی نے جلدی سے پوچھا۔

مسٹر کوئن اُس کی طرف مڑے اور کہا، "دیکھو، عام حالات میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی راستہ ہوتا ہے — دائیں، بائیں، آگے یا پیچھے۔ لیکن یہاں — تمہارے پیچھے صرف ایک سڑک ہے، اور آگے — کچھ بھی نہیں۔"

نوامی نے اُسے غور سے دیکھا، اور اچانک اُس کے جسم میں ایک جھرجھری سی دوڑ گئی۔ وہ واپس باقی لوگوں کی طرف چل دی، اور دونوں مرد اُس کے پیچھے ہو لیے۔ اب مسٹر کوئن کا انداز ہلکا پھلکا اور دوستانہ ہو گیا۔

"یہ چھوٹی گاڑی تمہاری ہے، مس نوامی کارلٹن اسمتھ؟"

"جی ہاں۔"

"تم خود چلاتی ہو؟ میرا خیال ہے یہاں گاڑی چلانے کے لیے خاصا حوصلہ چاہیے۔ سڑک کے موڑ کافی خطرناک ہیں۔"

اگر تھوڑی سی بھی لا پرواہی ہو جائے، یا بریک کام نہ کرے — تو بس، گاڑی نیچے جا گرتی ہے۔ اور یہ سب بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔"

اب وہ باقی گروپ میں شامل ہو چکے تھے۔

مسٹر تھویٹ نے مسٹر کوئن کا تعارف کرایا۔

اچانک مسٹر تھویٹ نے محسوس کیا کہ کسی نے اُن کے بازو کو آہستہ سے پکڑا۔ وہ نوامی تھی۔ اُس نے اُسے چپکے سے سب سے الگ کر لیا۔

"یہ آدمی کون ہے؟" اُس نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

مسٹر تھویٹ نے حیرت سے اُسے دیکھا۔

دنیا کا اختتام

"سچ کوں تو، میں مکمل طور پر نہیں جانتا۔ ہم کئی سالوں سے وقتاً فوقتاً ملتے رہے ہیں۔ میں اُسے پہچانتا ہوں، لیکن اگر صحیح معنوں میں بات کی جائے تو..." وہ خاموش ہو گئے، کیونکہ وہ محسوس کر رہے تھے کہ وہ خود بھی بات کو مکمل سمجھ نہیں پا رہے۔ اور نوامی جیسے اُن کی بات سُن ہی نہ رہی ہو۔ وہ جھکی ہوئی کھڑی تھی، ہاتھ پہلو میں بند، اور ہجرے پر ابھن تھی۔

"وہ سب کچھ جانتا ہے..." اُس نے دھیمی آواز میں کہا۔ "اُسے کیسے پتا ہے؟" مسٹر تھویٹ خاموشی سے اُسے دیکھتے رہے۔ وہ اُس کی اندرونی کیفیت کو سمجھ نہیں پا رہے تھے، جیسے وہ کسی طوفان سے گزر رہی ہو۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے،" وہ بڑبڑاتی۔

"مسٹر کونن سے ڈر لگ رہا ہے؟" انہوں نے تجسس سے پوچھا۔

"اُن کی آنکھوں سے ڈر لگ رہا ہے۔ وہ سب کچھ دیکھ لیتی ہیں..." اچانک کچھ ٹھنڈی اور گیلی بوندیں مسٹر تھویٹ کے چہرے پر گریں۔ انہوں نے اوپر دیکھا اور کہا، "اوہ، برفباری ہو رہی ہے!"

"پنک کے لیے کیا خوب دن چننا ہے،" نوامی نے کہا۔ اب وہ خود پر قابو پا چکی تھی، گوکہ اُس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔

اب سوال یہ تھا کہ آگے کیا کیا جائے۔ سب نے مختلف مشورے دیے۔ برف تیزی سے گرنے لگی تھی۔

مسٹر کونن نے ایک تجویز دی، اور سب نے خوشی سے مان لی۔

گھروں کی آخری قطار کے آخر میں ایک چھوٹی سی پتھریلی جگہ تھی — یعنی ایک مقامی ناشتہ گاہ۔ سب وہاں کی طرف دوڑ پڑے۔

"آپ کے پاس کھانے پینے کا سامان تو ہے،" مسٹر کونن نے کہا، "اور ہو سکتا ہے وہ آپ کے لیے گرم کافی بھی بنا دیں۔"

دنیا کا اختتام

یہ ایک چھوٹا سا، تھوڑا سا اندھیرا سا کمرہ تھا، کیونکہ کھڑکی سے زیادہ روشنی نہیں آ رہی تھی۔ مگر ایک طرف ایک جگہ سے آگ کی گرمی محسوس ہو رہی تھی۔

ایک بوڑھی عورت لکڑی کی ٹہنیاں آگ میں ڈال رہی تھی۔ آگ بھڑک اٹھی، اور اُس کی روشنی میں آنے والوں کو احساس ہوا کہ وہاں پہلے سے کچھ لوگ موجود ہیں۔ تین افراد ایک سادہ لکڑی کی میز کے پاس بیٹھے تھے۔

مسٹر تھویٹ کو وہ منظر کچھ غیر حقیقی سا لگا — جیسے خواب ہو — اور اُن تینوں میں بھی کوئی عجیب سی بات تھی... کچھ غیر معمولی۔

میز کے سرے پر بیٹھی ہوئی عورت کسی ڈچس خاتون جیسی لگ رہی تھی — مطلب، جیسے کہانیوں میں بیان کی جاتی ہیں۔ وہ کسی اسٹیج کی عظیم اداکارہ لگتی تھی۔ اُس کا چہرہ شاہی وقار سے بھرپور تھا، اُس کے چمکتے ہوئے سفید بال برف کی طرح تھے، اور وہ ایک خوبصورت سرمئی لباس میں تھی، جو نرم اور فکارانہ انداز میں اُس کے جسم پر ڈھل رہا تھا۔ ایک ہاتھ سے اُس نے اپنی ٹھوڑی کو سہارا دیا ہوا تھا، اور دوسرے ہاتھ میں وہ جگر کے پیسٹ والا سینڈوچ تھامے بیٹھی تھی۔

اُس کے دائیں طرف ایک آدمی بیٹھا تھا، جس کا چہرہ بہت سفید تھا، سیاہ بال اور موٹی فریم والی عینک لگی ہوئی تھی۔ وہ بہت نفیس اور سجیلا لباس پہنے تھا۔ اُس کا سر تھوڑا پیچھے جھکا ہوا تھا اور بایاں ہاتھ یوں پھیلا ہوا جیسے ابھی کوئی ڈرامائی بات کہنے والا ہو۔

سفید بالوں والی عورت کے بائیں طرف ایک خوش اخلاق، گول چہرے والا گنجا شخص بیٹھا تھا۔ ایک بار دیکھنے کے بعد کوئی اُسے دوبارہ نہیں دیکھتا۔

ایک لمحے کے لیے سب خاموش رہے، پھر اصل والی ڈچس نے صورت حال سنبھال لی۔

دنیا کا اختتام

"کیا یہ طوفان بہت خوفناک نہیں ہے؟" وہ خوش مزاجی سے بولیں، آگے بڑھتے ہوئے اور اپنی خاص مسکراہٹ کے ساتھ—وہی مسکراہٹ جو انہیں خیراتی اداروں اور کمیٹیوں میں خوب کام آتی تھی۔

"شاید آپ بھی ہماری طرح یہاں پھنس گئے؟ لیکن کورسیکا واقعی بہت خوبصورت جگہ ہے۔ میں تو آج صبح ہی یہاں پہنچی ہوں۔"

کالے بالوں والا شخص اٹھا، اور ڈچس اُس کی جگہ بیٹھ گئیں، ہنستی مسکراتی۔

سفید بالوں والی عورت بولی۔ "ہم یہاں ایک ہفتے سے ہیں۔"

مسٹر تھویٹ چونک گئے۔ یہ آواز وہ کبھی نہ بھول سکتے تھے۔ وہ آواز پتھر پلے کمرے میں گونج گئی—جذبات سے بھری ہوئی—ایک حسین اداسی کے ساتھ۔ ایسا لگا جیسے اُس نے کوئی خوبصورت، گہری بات کہی ہو، جو سیدھی دل سے نکلی ہو۔

مسٹر تھویٹ نے آہستہ سے مسٹر ٹاملن سن سے کہا۔ "عینک والا آدمی مسٹر وائز ہے—یہ ایک مشہور پروڈیوسر ہے۔"

ریٹائرڈ جج نے ناپسندیدگی سے دیکھا اور پوچھا۔ "وہ کیا بناتا ہے؟ بچے؟"

"اوہ نہیں، ہرگز نہیں!" مسٹر تھویٹ چونک گئے۔ "وہ تھیٹر کے ڈرامے پروڈیوس کرتا ہے۔"

نوامی بولی، "میرا خیال ہے میں باہر چلی جاؤں۔ یہاں بہت گرمی لگ رہی ہے۔" اُس کی آواز تیز اور سخت تھی، جس پر مسٹر تھویٹ چونک گئے۔ وہ جیسے بے دھیانی سے دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی، مسٹر ٹاملن سن کو ایک طرف دھکیلتے ہوئے۔

لیکن جیسے ہی وہ دروازے تک پہنچی، اُسے سامنے مسٹر کوئن نظر آئے، جنہوں نے اُس کا راستہ روک لیا۔

"واپس جا کر بیٹھ جاؤ،" انہوں نے سختی سے کہا۔

دنیا کا اختتام
 اُن کی آواز میں ایسا حکم تھا کہ مسٹر تھویٹ حیران رہ گئے جب نوامی ایک لمحے کو
 رکی، پھر خاموشی سے پلٹ کر واپس اپنی جگہ چلی گئی۔ وہ میز کے اُس کونے میں جا
 بیٹھی جو سب سے الگ تھا۔

مسٹر تھویٹ آگے بڑھے اور پروڈیوسر سے مصافحہ کیا۔

"آپ کو شاید یاد نہ ہو،" انہوں نے کہا، "میرا نام تھویٹ ہے۔"

"یقیناً یاد ہے!" مسٹر وانز نے ایک لمبا سا ہاتھ آگے بڑھایا اور اتنی زور سے ہاتھ دبایا
 کہ درد محسوس ہوا۔

"میرے عزیز! آپ سے یہاں ملنا واقعی حیران کن ہے۔ آپ مس نُن کو تو ضرور
 جانتے ہوں گے؟"

مسٹر تھویٹ چونک گئے۔ اُنہیں جو آواز سنائی دی، وہ بالکل جانی پہچانی تھی — اور
 بجا طور پر۔ روزینا نُن! انگلینڈ کی مشہور جذباتی اداکارہ، جن کی آواز نے ہزاروں لوگوں
 کو متاثر کیا تھا۔ مسٹر تھویٹ بھی اُن کے مداحوں میں شامل تھے۔ وہ کردار کی گہرائی اور
 جذبات کو سامنے لانے میں کمال مہارت رکھتی تھیں۔

اگر مسٹر تھویٹ نے اُسے فوراً نہیں پہچانا تو یہ بھی قابلِ فہم تھا، کیونکہ روزینا نُن کا
 انداز بدلتا رہتا تھا۔ پچیس سال تک وہ سنہرے بالوں والی رہیں۔ امریکہ کے سفر سے
 واپس آئیں تو اُن کے بال سیاہ ہو چکے تھے اور اُنہوں نے سنجیدہ اور دردناک کردار ادا
 کرنے شروع کر دیے۔ اب وہ ایک فرانسیسی طرز کی اعلیٰ عورت کے روپ میں
 تھیں — اُن کا تازہ انداز۔

"اوہ ہاں، یہ ہیں مسٹر ہنری جڈ — مس نُن کے شوہر،" مسٹر وانز نے لا پرواہی
 سے تعارف کروایا۔

مسٹر تھویٹ جانتے تھے کہ روزینا نُن کی کئی شادیاں ہو چکی تھیں، اور مسٹر جڈ غالباً
 اُن کے نئے شوہر تھے۔

دنیا کا اختتام

مسٹر جڈ ایک طرف رکھے ہوئے لچ کے ڈبے کھولنے میں مصروف تھے۔ وہ اپنی بیوی سے بولے۔ "کچھ اور پاستا لوگی، پیاری؟ پچھلا اتنا گاڑھا نہیں تھا جتنا تمہیں پسند ہے۔"

روزینا نن نے اپنا رول اسے دے دیا، اور سادگی سے کہا۔ "ہنری سب سے مزیدار کھانے کے بارے میں سوچتا ہے۔ میں ہمیشہ کھانے کا انتظام اس کے حوالے کر دیتی ہوں۔"

"جانور کو کھانا دو،" مسٹر جڈ نے کہا اور ہنستے ہوئے اپنی بیوی کے کندھے پر ہاتھ پھیرا۔

مسٹر وانز نے آہستہ سے مسٹر تھویٹ کے کان میں کہا۔ "بالکل ایسے سلوک کرتی ہے جیسے وہ اُس کا پالتو کتا ہو۔ کھانے کے ٹکڑے بھی کاٹ کر دیتا ہے۔ عجیب مخلوق ہیں، یہ عورتیں!"

مسٹر تھویٹ اور مسٹر کوئن نے اپنا کھانا نکالا — سخت اُبلے انڈے، ٹھنڈا برگر، اور پنیر۔ سب نے مل کر کھانا بانٹا۔

ڈچس اور روزینا نن آپس میں گہری رازدارانہ انداز میں باتیں کر رہی تھیں۔ روزینا نن کی بھاری آواز کے کچھ الفاظ مسٹر تھویٹ نے سن لیے۔ "روٹی کو ہلکا سا ٹوسٹ کرنا ضروری ہے، سمجھ رہی ہو؟ پھر اس پر بہت پتلا سا پرت مار میلڈ کالگا دو۔ اسے رول کر کے اوون میں ایک منٹ کے لیے رکھ دو۔ بس، زیادہ نہیں۔ بے حد مزیدار ہوتا ہے۔"

"صرف اس کے لیے جیتی ہے۔ وہ کسی اور چیز کے بارے میں نہیں سوچ سکتی۔ مجھے یاد ہے ڈرامہ 'رائڈرز ٹودی سی' میں — تمہیں پتا ہے روزینا نن میں ڈرامہ کے جذبات نہیں آرہے تھے۔ آخر کار میں نے اُس سے کہا کہ وہ پیپر منٹ کریمرز کے

دنیا کا اختتام

بارے میں سوچے — وہ اُس کی پسندیدہ چیز ہے۔ فوراً جذباتی متاثر آگیا، ایک گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی نظر — جیسے کوئی بڑا درد ہو دل میں۔ "

مسٹر تھوپیٹ خاموش تھے۔ وہ جیسے کچھ پرانی بات یاد کر رہے تھے۔

اسی دوران، سامنے بیٹھے مسٹر ٹاملن سن نے کھنکار کر بات شروع کی۔ "سنا ہے آپ ڈرامے بناتے ہیں؟ مجھے ڈرامے پسند ہیں۔ 'جیم دی پین مین' — بس وہی تو ایک اصل ڈرامہ تھا۔"

"یا خدا! مسٹر وانز بولے، اور جیسے اُن کے لمبے جسم میں جھٹکا سا آگیا۔

ادھر روزینا نن ڈچس کو کچھ اور کھانے کا مشورہ دے رہی تھیں۔ "لسن کی بس ایک چھوٹی سی کُلی۔ اپنی خانساں سے کہو۔ کمال کا ذائقہ آتا ہے۔"

پھر وہ پیار سے اپنے شوہر کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "ہنری، مجھے پمچلی کے انڈوں والا کھانا تو دکھائی ہی نہیں دیا۔"

"تم تو جیسے اُسی پر بیٹھی ہو،" مسٹر جڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تم نے اُسے اپنی کرسی کے پیچھے رکھ دیا تھا۔"

روزینا نن نے جلدی سے وہ چیز اٹھالی، پھر میز پر بیٹھے سب لوگوں کی طرف دیکھ کر مسکرائیں۔ "ہنری واقعی بہت سمجھدار ہے۔ میں تو بہت بھولی بھالی ہوں۔ مجھے اکثر یاد نہیں رہتا کہ کیا چیز کہاں رکھی ہے۔"

"جیسے اُس دن جب تم نے اپنی موتیوں والی مالا بیگ میں رکھ دی تھی،" ہنری نے خوشی سے ہنستے ہوئے یاد دلایا، "اور پھر وہ بیگ ہوٹل میں بھول آئیں۔ اُس دن میں نے کافی فون کیے اور تار بھیجے۔"

"وہ موتی تو بیمہ شدہ تھے،" مس نن نے دھیمی آواز میں کہا، "وہ میرے اوپل (قیمتی پتھر) کی طرح نہیں تھے۔"

دنیا کا اختتام
اُن کے چہرے پر ایک ہلکی، مگر اداسی بھری کیفیت آ گئی — جیسے کوئی چھوٹا سا درد چھپائے بیٹھی ہوں۔

کئی بار جب مسٹر تھویٹ، مسٹر کونن کے ساتھ ہوتے، تو اُنہیں لگتا جیسے وہ کسی کہانی یا ڈرامے کا حصہ ہوں۔ اور اس لمحے یہ احساس بہت واضح تھا۔
سب اپنے اپنے کرداروں میں لگ رہے تھے، جیسے یہ حقیقت نہ ہو، کوئی خواب ہو۔

اور اوپل (قیمتی پتھر) — یہ الفاظ گویا ایک اشارہ تھے۔

مسٹر تھویٹ آگے جھکے۔ "آپ کا اوپل (قیمتی پتھر)، مس نُن؟"

"ہنری، کیا تم نے مکھن دیا؟ شکریہ۔ جی ہاں، میرا اوپل (قیمتی پتھر)۔ وہ چوری ہو گیا تھا، اور مجھے وہ کبھی واپس نہیں ملا۔"

"براہ کرم ہمیں اس کے بارے میں بتائیں،" مسٹر تھویٹ نے دلچسپی سے کہا۔
"تو، میرا جنم اکتوبر میں ہوا تھا، اور اسی لیے اوپل میرے لیے خوش نصیبی کی علامت تھا۔"

میں نے ایک خاص اوپل (قیمتی پتھر) کے لیے بہت انتظار کیا تھا۔

کہا جاتا تھا کہ وہ دنیا کے سب سے شاندار اوپلز میں سے ایک تھا۔

وہ بہت بڑا نہیں تھا — بس دو سکے جتنا — لیکن اُس کی رنگت اور چمک لا جواب تھی۔

اُنہوں نے ایک آہ بھری۔

مسٹر تھویٹ نے دیکھا کہ ڈچس کچھ بے چین ہو رہی تھیں، جیسے وہ یہ موضوع بدلنا چاہتی ہوں، لیکن اب روزینا نُن رُکنے والی نہیں تھیں۔

دنیا کا اختتام

اُن کی آواز کے اُتار چڑھاؤ نے اس کہانی کو ایک پرانی، اداس کہانی جیسا رنگ دے دیا۔ "وہ اوپل ایک نوجوان نے چرایا تھا، اُس کا نام ایلک جیرارڈ تھا۔ وہ ڈرامے لکھتا تھا۔"

"اچھے ڈرامے!" مسٹر وائز نے پروڈیوسر والے انداز میں کہا۔ "یقین کرو، میں نے اُس کے ایک ڈرامے کا مسودہ چھ مہینے تک سنبھال کر رکھا تھا۔"

"تو کیا آپ نے وہ ڈرامہ پیش کیا؟" مسٹر ٹاملن سن نے دلچسپی سے پوچھا۔

"اوہ نہیں!" مسٹر وائز نے چونک کر کہا، جیسے یہ سوال ہی انہیں پریشان کر گیا ہو۔

"لیکن ایک وقت تھا جب میں واقعی سنجیدگی سے یہ سوچ رہا تھا۔"

"اس ڈرامے میں میرے لیے ایک شاندار کردار تھا،" مس ٹن نے کہا۔ "اسے 'رچیلز چلڈرن' کہا گیا تھا۔ حالانکہ ڈرامے میں کوئی رچیل نام کی شخصیت نہیں تھی۔ ایلک مجھ سے اس کردار کے بارے میں بات کرنے تھیلٹر آیا تھا۔ وہ مجھے اچھا لگا۔ خوبصورت، اور بہت شرمیلہ لڑکا تھا۔ مجھے یاد ہے، وہ میرے لیے پیپر منٹ کریمز لایا تھا۔"

میرا اوپل (قیمتی ہتھر) اُس وقت میز پر پڑا تھا۔ وہ آسٹریلیا سے آیا تھا، اُسے اوپلز کے بارے میں کافی معلومات تھیں۔ اُس نے اوپل کو روشنی میں دیکھنے کے لیے اٹھایا۔ شاید اُسی وقت اُس نے اُسے جیب میں رکھ لیا۔

جیسے ہی وہ گیا، مجھے کچھ خالی خالی سا محسوس ہوا۔

پھر بہت ہنگامہ ہوا۔ یاد ہے تمہیں؟

اُنہوں نے مسٹر وائز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ، مجھے یاد ہے..." مسٹر وائز نے جیسے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

دنیا کا اختتام

روزینا نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اُس کے کمرے سے اوپل کا خالی ڈبہ ملا تھا۔ وہ مالی طور پر بہت پریشان تھا، لیکن اگلے دن اُس نے اچانک بینک میں بڑی رقم جمع کرا دی۔ اُس نے کہا کہ ایک دوست نے گھوڑوں کی ریس پر شرط لگا کر اُس کے لیے یہ رقم جیتی، مگر وہ دوست کبھی سامنے نہیں آیا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ شاید اُس نے غلطی سے اوپل اپنی جیب میں رکھ لیا ہو۔ میرے خیال میں یہ بہت ہی کمزور بہانہ تھا، ہے نا؟ اُسے کوئی بہتر جھوٹ سوچنا چاہیے تھا۔

مجھے عدالت میں گواہی دینی پڑی۔ اخباروں میں میری تصویریں آئیں۔ میرا پریس ایجنٹ تو بہت خوش تھا، کہہ رہا تھا کہ یہ اچھی پبلسٹی ہے — لیکن مجھے صرف اپنا اوپل واپس چاہیے تھا۔"

اُس نے افسوس سے سر ہلایا۔

"کیا تمہیں کچھ محفوظ انناس چاہیے؟" مسٹر جڈ نے پوچھا۔

مس نُن کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ "کہاں ہے؟"

"ابھی تو میں نے آپ کو دیا تھا،"

روزینا نے ادھر ادھر دیکھا، اپنی سرمئی ریشمی پاؤچ چیک کی، پھر آہستہ سے اپنے قدموں کے پاس رکھا ایک بڑا جامنی ریشمی بیگ اٹھایا۔ اُس نے بہت احتیاط سے اُس میں موجود چیزیں ایک ایک کر کے میز پر نکالنا شروع کیں۔

مسٹر تھویٹ دلچسپی سے یہ سب دیکھتے رہے۔

بیگ سے جو چیزیں نکلیں اُن میں شامل تھیں۔ پف (پاؤڈر لگانے والا)، لپ اسٹک، ایک چھوٹا جیولری باکس، اون کا گچھا، دوسرا پف، دو رومال، چاکلیٹ کریمز کا ڈبہ، رنگین ہینڈل والا چھوٹا چاقو، آئینہ، گہرے بھورے رنگ کا ایک چھوٹا سا لکڑی کا ڈبہ، پانچ خط، ایک اخروٹ، جامنی کپڑے کا ایک ٹکڑا، ربن کا ایک ٹکڑا، اور ایک بچی ہوئی پیسٹری۔

آخر میں محفوظ شدہ انسان بھی مل گیا۔

"یا۔ ہو!" مسٹر تھویٹ نے دھیمی آواز میں خوشی سے کہا۔

"معاف کیجیے، آپ نے کیا کہا؟" روزینا نے پوچھا۔

"کچھ نہیں،" مسٹر تھویٹ نے جلدی سے جواب دیا۔ "یہ پیپر نائف (چاقو) بہت خوبصورت ہے۔"

"ہے نا؟ کسی نے مجھے دیا تھا، لیکن یاد نہیں کون،" مس نے بے نیازی سے کہا۔

"یہ انڈیا کا ڈبہ ہے،" مسٹر ٹاملن سن نے تبصرہ کیا۔ "ان کے پاس عجیب و غریب چیزیں ہوتی ہیں، ہیں نا؟"

"یہ بھی کسی نے مجھے دیا تھا،" مس نے کہا۔ "کافی عرصے سے میرے پاس ہے، تھیسٹر میں میرے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا رہتا تھا۔ لیکن مجھے نہیں لگتا کہ یہ خاص خوبصورت ہے، ہے نا؟"

یہ ڈبہ سادہ گہرے بھورے لکڑی کا تھا، ایک طرف سے کھلتا تھا۔ اوپر دو لکڑی کے ہینڈل جیسے پرزے تھے جو گھوم سکتے تھے۔

"شاید یہ خوبصورت نہ ہو،" مسٹر ٹاملن سن ہنستے ہوئے بولے، "لیکن شرط لگا لو، تم نے ایسا پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔"

مسٹر تھویٹ دلچسپی سے آگے جھک گئے۔ اُن کے دل میں ایک جوش سا تھا۔

"آپ کو یہ ڈبہ دلچسپ کیوں لگا؟" انہوں نے پوچھا۔

"کیوں کہ یہ واقعی دلچسپ ہے، ہے نا؟"

مسٹر ٹاملن سن نے مس نے کی طرف دیکھا، مگر اُس نے کوئی خاص رد عمل نہیں دیا۔ بس خالی نظروں سے اُسے دیکھا۔

"مجھے لگتا ہے کہ میں انہیں اس کا طریقہ نہیں دکھا سکتا، ہے نا؟"

مس نُن نے اب بھی خالی نظروں سے دیکھا۔
 "کون سا طریقہ؟" مسٹر جڈ نے پوچھا۔ "اللہ کی قسم، کیا تمہیں نہیں پتا؟" اس نے
 سوالیہ چہروں کی طرف دیکھا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ کیا میں یہ ڈبہ ایک منٹ کے لیے لے سکتا ہوں؟ شکریہ۔" اس
 نے ڈبہ کھولا۔

اُس نے ڈبہ کھولا اور کہا، "اب مجھے کوئی چھوٹی چیز دو، جو اس میں ڈال سکوں —
 ہاں، یہ پنیر کا ٹکڑا ٹھیک ہے۔"

اُس نے پنیر کو اندر رکھا، ڈبہ بند کیا، اور پھر اپنے ہاتھوں سے اُس میں کچھ چالاکی
 سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا۔
 "اب دیکھو" —

مسٹر ٹاملن سن نے ڈبہ دوبارہ کھولا۔ وہ خالی تھا۔
 "ارے واہ!" مسٹر جڈ حیرت سے بولے۔ "یہ تم نے کیسے کیا؟"
 "یہ بہت آسان ہے،" مسٹر ٹاملن سن نے کہا۔ "ڈبے کو الٹا رکھو، بائیں طرف والا
 فلیپ آدھا گھماؤ، پھر دائیں والا بند کرو۔"

اب اگر پنیر دوبارہ نکالنا ہو تو یہی عمل الٹا دہراؤ۔ پہلے دائیں طرف والا فلیپ آدھا
 گھماؤ، پھر بائیں بند کرو — اور ڈبہ الٹا ہی رکھو۔
 اب دیکھو — ہے جلدی!"

انہوں نے ڈبہ کھولا۔
 میز پر ایک حیرانی بھری سانس سی اُٹھی۔
 پنیر تو وہاں تھا — لیکن اُس کے ساتھ ایک اور چیز بھی تھی۔
 ایک چمکتی ہوئی گول چیز — جس میں قوس و قزح کے سارے رنگ جھلک رہے
 تھے۔

"میرا اوپل (قیمتی پتھر)!"

یہ آواز بلند، واضح اور جذبات سے بھرپور تھی۔

روزینا نن سیدھی ہو کر کھڑی ہو گئیں، ہاتھ اپنے سینے پر رکھے ہوئے۔

"میرا اوپل! یہ یہاں کیسے آگیا؟"

ہنری جڈ نے گلا صاف کیا۔

"میرا مطلب ہے، روزینا نن جان، شاید تم نے ہی اسے خود وہاں رکھ دیا ہو۔"

اچانک، کوئی چپ چاپ اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا باہر نکل گیا۔

یہ نوامی کارلٹن اسمتھ تھی۔

مسٹر کوئن اُس کے پیچھے گئے۔

"لیکن اوپل کب رکھا؟ تمہارا کیا مطلب ہے...؟"

مسٹر تھویٹ نے اُسے غور سے دیکھا، اور اچانک اُن پر سچ واضح ہونے لگا۔

سمجھنے میں اُسے کچھ لمحے لگے۔

"تمہارا مطلب ہے، وہ پچھلے سال — تھیٹر میں ہوا؟"

"دیکھو،" ہنری نے کہا، "روزینا نن چیزوں سے کھیلی رہتی ہے۔ آج مچھلی کے

انڈوں کی ڈش کے ساتھ بھی دیکھ لو۔"

روزینا نن ابھی ہوئی سی سوچ رہی تھیں، جیسے یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

"میں نے شاید بے دھیانی میں اوپل ڈبے میں رکھ دیا، پھر غالباً ڈبے کو گھما دیا، اور

وہ چال خود بخود ہو گئی، لیکن پھر... پھر" —

اچانک اُسے سب یاد آگیا۔

"پھر تو ایلک جیرارڈ نے چوری کی ہی نہیں تھی! اوہ!"

ایک گہری، درد بھری چیخ اُس کے منہ سے نکلی۔

"کتنا ہوناک ہے یہ!"

"اچھا،" مسٹر وائز نے کہا، "اب تو اس بات کو درست کیا جاسکتا ہے۔"
 "ہاں، لیکن وہ لڑکا ایک سال جیل میں گزار چکا ہے۔"

پھر اچانک روزینا نُن سب کی طرف مڑی اور چونکا دینے والی بات کی۔
 "وہ لڑکی کون تھی—جواب بھی باہر گئی؟"

"مس نوامی کارلٹن اسمتھ،" ڈچس نے کہا۔ "وہ مسٹر ایلک جیرارڈ کی منگیتر تھی۔"
 اُس نے یہ سب بہت شدت سے محسوس کیا۔

مسٹر تھویٹ آہستہ سے وہاں سے باہر نکل آئے۔
 اب برفاری رک چکی تھی۔

نوامی ایک پتھرلی دیوار پر بیٹھی تھی، ہاتھ میں اسکیج بک تھی، اور آس پاس رنگ
 برنگے کریونز بکھرے ہوئے تھے۔

مسٹر کونن اُس کے ساتھ کھڑے تھے۔

نوامی نے اپنی اسکیج بک مسٹر تھویٹ کی طرف بڑھائی۔

یہ ایک سادہ سا خاکہ تھا، لیکن اُس میں ایک خاص تخلیقی روشنی تھی—برف کے
 گول گھومتے ذرات، جیسے کوئی کہکشاں، اور بیچ میں ایک انسانی وجود کھڑا تھا۔
 "بہت خوب ہے،" مسٹر تھویٹ نے تعریف کی۔

مسٹر کونن نے آسمان کی طرف دیکھا۔ "طوفان اب ختم ہو چکا ہے، سڑکیں
 پھسلن والی ہوں گی، لیکن میرا خیال ہے اب کوئی حادثہ نہیں ہوگا۔"

"کوئی حادثہ نہیں ہوگا،" نوامی نے کہا۔ اس کی آواز میں کچھ ایسا معنی تھا جو مسٹر
 تھویٹ کو سمجھ نہیں آیا۔

وہ مڑی اور مسٹر تھویٹ کی طرف اچانک ایک چمکدار مسکراہٹ کے ساتھ
 مسکرائی۔ "اگر مسٹر تھویٹ چاہیں تو وہ میرے ساتھ واپس جاسکتے ہیں۔"
 اُس لمحے مسٹر تھویٹ کو اندازہ ہوا کہ وہ کتنی اداس اور تنہا ہو چکی ہے۔

"خوب،" مسٹر کوئن نے کہا، "اب مجھے چلنا چاہیے۔"
وہ آہستہ آہستہ چلنے لگے۔

"وہ کہاں جا رہے ہیں؟" مسٹر تھویٹ نے حیرت سے پوچھا، انہیں جاتے دیکھ کر۔

"جہاں سے آئے تھے، وہیں واپس جا رہے ہیں، میرا خیال ہے،" نوامی نے ایک عجیب لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن وہاں تو کچھ بھی نہیں ہے،" مسٹر تھویٹ نے کہا، کیونکہ مسٹر کوئن اُس چٹان کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں وہ پہلی بار نظر آئے تھے۔

"یہ تو تم نے خود ہی کہا تھا کہ یہ جگہ دنیا کا آخری کنارہ ہے،" نوامی نے یاد دلایا۔
پھر اُس نے اسکیچ بک واپس کر دی۔

"یہ بہت خوبصورت تصویر ہے،" مسٹر تھویٹ نے کہا۔ "بالکل زبردست خاکہ۔"

لیکن ایک بات بتاؤ—تم نے انہیں فینسی کپڑوں میں کیوں دکھایا ہے؟

نوامی نے ایک لمحے کے لیے اُس کی آنکھوں میں دیکھا، پھر دھیرے سے کہا۔
"کیوں کہ میں انہیں ایسے ہی دیکھتی ہوں۔"

اختتام۔۔۔۔۔

"دنیا کا اختتام" سب سے پہلے امریکہ میں "ورلڈز اینڈ" کے عنوان سے فلمزویکلی میں ۲۰ نومبر ۱۹۲۶ کو شائع ہوئی، اور پھر "دامیجک آف مسٹر کونن نمبر ۳: دی ورلڈز اینڈ" کے طور پر اسٹوری ٹیلر میگزین میں فروری ۱۹۲۷ میں شائع ہوئی۔

اس کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے بذات خود مترجم کہانی کے درمیان سے ہی ایک عجیب ہسٹریائی کیفیت سے دوچار رہا، جیسے کسی گہری اور انجانی طاقت نے اس تحریر کا راستہ روک رکھا ہو۔ لیکن آخری موڑ پر سب کچھ تھپٹ ہو گیا۔

مترجم : مظہر حسین

ایم اے (بین الاقوامی تعلقات)

0312-2433707